منشور محمدی

منشور لاثمن، محتاج بخاتم - باخاتم و ہمراہ منشور محمد - توریت بلاتوریہ انجیل بتجیل - گویا ان صفت و سیرت سبرور محمد

نمبر ۱۳ جلد ۲ | صد و شیعہ المعظم سنہ ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۱۸۸۷ء سنہ | ۱۳ مئی

اشتہار ہے اخبار عشرہ وار بمضامین ترجمہ انجیل عیسوی جہتا ہی قیمت بحساب شش پیسہ بذریعہ منی آرڈر بنام مہتمم آنی چاہئے

بقیۂ شمشیر انتقام

نہ خاوند کا اسباب پا سکتی تھی سوا اسکی بعد شادی[21] کے کاتھولک عورتیں قید میں رکھی جاتی تھیں جبتک کہ خاوند دس روپیہ مہینا یا تیسرا حصہ اپنی زمین کا سرکار میں نہ دیتا - اور[22] آخر کو سب کاتھولیک مقید ہونے کو تجویز کئے گئے تھے جو پروٹسٹانٹ کا مذہب اختیار کریں اور اونکے لئے تا زیست[23] جلاوطنی کا حکم تھا اور[24] درصورت انکار یا بے حکم بادشاہ جلاوطنی کی جگہ سے چلے آنیکے وے گناہ کبیرہ سے ملزم کئے جاتے تھے اور بغیر پادری کی موجودگی کے موت پاتے تھے یعنے قتل کئے جاتے تھے پیشتر یا وقت تجہیز و تکفین کے پادری اونکی پاس نہ جا سکتا تھا اہل کاتھولیک اپنے گھر میں ہتیار نہ رکھ سکتا تھا اور نہ پچاس روپیہ کی قیمت سے زیادہ گھوڑے پر سواری کر سکتا تھا کاتولیک اپسکپ یا پادری جو میس کرتے یا اپنے عہدہ کے اور کوئی خدمت بجالاتے دائم الحبس کئے جاتے تھے - اور[26] بموجب قانون الیزابتھ بادشاہزادی کے جو کوئی پادری متولد ریاست انگلنڈ کا بغیر پروٹسٹانٹ ہونے کے تین دن انگلنڈ میں ٹھہرتا تھا تو وہ غدار متصور ہو کے مار ڈالا جاتا تھا - اور[27] جو کوئی ایسے پادری کو اپنے گھر میں اوتارتا تھا بڑا گنہگار خیال کیا جاتا تھا اور بغیر پادری کے مار ڈالا جاتا تھا علاوہ ان بے رحمیوں کے منصفوں اور صاحب عدالتوں سے بڑی سخت زیادتیاں عمل میں آتی تھیں یعنے اونکے نزدیک ہمیشہ یہ دلیل کافی تھی کہ کاتولیک کی گواہی کو یقین نکرتے تھے اور بموجب انہیں خونی قانون کے

...ی بادشاہزادی الیزابتھ کے عہد مین محض
کاتولیک کی ایمان کا اقرار کرنے کے سبب سے مار ڈالے
گئے منجملہ جنکے ایکسو چار تو پادری تھے[۳۲] نہایت بیبان اور
باتی معزز لوگ اور فہرست ۔ صد ۵۹ **قولہ** ڈاکٹر
برج واٹر ہمکو بارہ سو آدمیون کے نام بتلاتا تھا جو
اپنے مذہب کے واسطے بیشتر ۱۵۸۸ء کے قتل کئے گئے
سوے اونکی آیندہ عہد سلطنت مین سیکڑون اور قتل
کئے گئے اور واسطے کاتھولیک مذہب کے بیشمار سر جمون
کے مورد ہوے اور پادریون کے باب مین تو یہہ
بڑا قصور متصور تھا یعنے پادری کا درجہ گرینز کے
قانون کے موافق لیعنا جرم سنگین متصور تھا[۳۳] اور اونکو
بہ نسبت اون لوگون کے جو اپنے والدین کو قتل کرتے
تھے سخت تر سزا ہوتی تھی وے جو مارے جاتے تھے
سولی پر کھینچے جاتے تھے گردن سے لٹکائے جاتے
تھے اونکی انتڑیان جیتے جی نکلوائی جاتی تھین اور
اونکے روبرو جلوائی جاتی تھین بعد اسکے اون کے
سر کٹوائے جاتے تھے اور بدن چار پارہ کئے جاتے
تھے[۳۴] تمام بے دردی کے ساتھ شکنجہ مین کھینچے
جاتے تھے جس سے اون کے عضو ہیکلی لگا لگا کے
تانے جاتے تھے۔ اور ایک قسم کے جگر جسے اسکاد
نیجرس ڈاٹر کہتے تھے وے چبائے جاتے تھے اور
اون[۳۵] کے بدن یہان تک توڑ توڑ کے جھکائے جاتے
تھے کہ زور یانون مل جاتے تھے قید سے ایک ایسی
جگہ مین جو شمل ٹاور کہلاتے تھی جسمین ایک سو[۳۶] راج
ایسا چوڑا ہوتا تھا کہ انسان نہ کہڑا ہوسکے نہ بیٹھ سکے

نہ لیٹ سکے آہنی دستانہ سے جسمین ایسے پیچ لگے
ہوے تھے کہ ہاتھ کو یہان تک پہنچتا تھا کہ ہڈیان چور
چور ہوجاتی تھین یا سوئیون سے جو تکلیف اوٹھانے
والے کی ناخون مین گڑائی جاتی تھین یا فاقہ زدگیون
سے وے سب ہلاک کئے جاتے تھے۔ اور جو شخص کسی
کاتھولیک پادری کا نشان دیوے اور ان کم بخت
سزاؤن کے اوٹھانیکے واسطے پکڑلاوے ہزار روپیہ
انعام ملتا تھا یہ ظلم فقط انگلنڈ ہی مین منحصر نہ تھے کیونکہ
الیزابتھ ایرلنڈ تک بھی اپنی دست ظلم کو دراز کر چکے
تھے اور وہان اوس نے بہت سے بیگناہ کاتولیکون
فقط عمل اور اقرار مذہب کے خاطر مروا ڈالا منجملہ اون کے
دو شخصونکو اس اذیت سے مارا جسکا مختصر بیان ہے
کہ ایک کی پنڈلیان ہتوڑون سے توڑی گئین اور
سوئیان اونگلیون کے ناخونون مین چبھی گئین دوسرے
نے کئے دن تک چرمی موزے کہ جس مین چونا اور
تیل بھرا ہوا تھا پہنے۔ الیزابتھ کی موت سے بیشتر
ایک سال ۱۵ قلندرون اور پادریون نے بر طبق عرضی
دینے کے اب سمندر کے نواح مین جانے کی اجازت
پائی تھی اور بادشاہزادی کا ایک جہاز اونکی بہونچانے
کے واسطے مقرر ہوا تھا لیکہ وے سوار ہوے کیونکہ
اونھین سیلڈی مین پہونچا دینے کا حکم تھا لیکن وے
ہنوز دریا مین دور نہ گئے تھے کہ سب کے سب کڑا
دئے گئے اور سمندر مین ڈوبا دئے گئے اور شاہزادی
کے حکم سے افسران جہاز کو قلندرون کی ملک انعام
مین دی گئی۔ ۳۷ سپاہیون کی بڑی فوجین

ایرلنڈ کو بھی لے گئین اس حکم سے کہ وہان کے کاتولکون
کو پروٹیستانٹ کرین ان فوجون نے کاتولک گرجون
کو جلانا پادریون کو التاریہ قتل کرنا اور مانند جنگلی
بھائمون کے شکار کرنا شروع کیا کسیکو پناہ دی
اسی ۳۸ فوج نے سمروک کے قلعہ کی فوج کو باوجود ایک
ظاہر معاملہ کرنے اور فوج غیر ذلک ہونیکے ذبح کیا
شہرون اور گانون مین آگ لگادے غلہ اور گلہ کو
تباہ کیا اور باشندگان کو بلا تمیز درجہ یا عمر کے اونکے
مسکنون سے باہر ویرانون مین نکال دیا کہ جہان
بناچاری ان لوگون نے درختون کی لکڑیان اور
سبز یان کہا کہا کے زیست مستعار کو چندے
سنبھالا ماریس نامی ایک شخص جو بچشم خود دیدہ
گواہ تہا ذکر کرتا ہی کہ کوئی اور چیز یا تماشہ بہ نسبت
ان مقتولون اور مظلومون کے جماعتون کے جو کہیتون
اور میدانون مین بےگور و تکفین سے محروم مردہ
پڑی تہین یا وہ متواتر نظر نہ آتا تہا اور اون کی
مردہ صورتون پر اوس گہاس بات کا رنگ جسے
وہ کہا کہا مرتے تہے آشکارا ہوتا تہا اور یہی دیکہا
گیا کہ اکثر جگہون مین بچے اپنی مردہ ماؤن کے
نعش بہوک کی شدت مین نوچ نوچ کے کہاتے تہے
از مراۃ الصدق۔

واضح ہو کہ یہ چند بے رحمیان فرقہ پروٹسٹنٹ
بطور نمونہ حوالہ قلم کین لیکن اہل انصاف جواب دین
کہ کیا اسیکا نام علم و بردباری ہی اور شرائط قتال
و صلح دین محمدی کو جیسا کہ جواب حصہ اول مین ہمنے

بحوالہ مشکوۃ شریف درج کیا ہے تطبیق فرمالین
فافہموا یا اہل الکتاب **جواب** ثالث کا یادری
شبرنگ صاحب نے الکتاب کے مقالات معروف مطبوعہ
سنہ ۱۸۶۰ء مین لکہا ہی **قولہ** سنہ ۱۰۹۹ء مین فرنگستانکا
نصرانی لشکر جو صلیبی وار مشہور تہا ملک یہود یہ کے مسلمانون
پر جہاد کرنے چڑہ آیا اوس نے یروسلم محاصرہ کرکے
لے لیا ہی۔ انتہی۔ اور ہندی تواریخ کلسیاہ
قولہ اسپین کی سلطنت مسلمانون کی تہی چارسو برس
و غلبہ دوم و غلبہ سوم نے کہ کم بہت تہی پادریون کے
مشورہ سے مسلمانون کو نکالدیا اور ہر ضلع سے نکال
دیا اور تہوڑا تہوڑا مال لیجانے کی اجازت دی تہی
بیچارے مظلوم مسلمان ایک لاکہ سے زیادہ تکلیف
و سختی سفر سے مرگئے اور کچہہ مسلمان اسپین کے
پہاڑون پر چڑہ گئے اس ارادہ پر کہ مقابلہ کرین مگر
فوج شاہی کا مقابلہ نکرسکے کچہہ مسلمان بعد گرفتاری
اور بقید بھیجے گئے اور کچہہ بلالحاظ اسکے کہ مرد ہے یا عورت
بوڑہا ہے یا جوان یا بچہ مارے گئے اور کچہہ اسپین
والون کے ہاتہ نہ لگے وہ سردی اور بہوک کے مارے
پہاڑون اور جنگلون مین مرگئے تواریخ اسپین
مین جو اسوقت کی تاریخ ہے بالکل کیفیت خونریزی
درج ہی۔ اور شہید الاسلام صفحہ ۹۸ و ۹۹ **قولہ** جب
عیسائیون نے پہلی لڑائی مین یروسلیم کو بسرداری گوڈفری
دسوین صدی کے اخیر مین فتح کیا تو بیت المقدس کے
قلعہ مین ۶۰ ہزار مسلمان تہے اونکو بیع زن و فرزند قتل
کیا اونمین کا کوئی ضعیف یا عورت یا بچہ پناہ مانگنے والا

نہ بچا۔ اور تاریخ سلطنت انگلشیہ مطبوعہ ۱۸۱۸ء
صہ ۱۳۶ **قولہ** ۱۸۱۱ء مین ایک گروہ مجاہدین کا نکلا
یہ گروہ بڑا جنگی تھا اس گروہ کی لوگ مسلمانون پر
جہاد کرنا اپنی نجات اور خدا کی خوشنودی کا باعث
جانتے تہے کفارہ اور مصلوبی مسیحی سے علاوہ مسلمانون
پر جہاد کرنا اس فرقہ کی نظر مین سب سے افضل تہا
لب التواریخ جلد ۲۔ باب ۱۷۔ فصل ۲۔ مطبوعہ
جرج مشن کلکتہ ۱۸۲۹ء **قولہ** صہ ۵۵ کہ اہالی فرانس
اہالی اٹالیہ کی نسبت زیادہ تر سرگرم نکلے اور بڑا
انبوہ ملاحین اور مفسدین عمایدکا اپنے سب متعلقین
کے ساتھ غنیمت کیلئے اور اس امید پر کہ
نجات ابدی ہوگی (جسکا کہ ایک عجیب و غریب حکم سے
پوپ نے وعدہ کیا تہا) فوراً صلیب اوٹہاکر چل نکلے پطر
تارک الدنیا نے اپنے علم کے تلے ۸۰ ہزار جمع کئے انمین
شاہزادے اور امیرزادے اور علمای دین اور
رہبان و راہبات و اطفال تھے یہ جہاد ۱۰۹۶ء مین
بیت المقدس پر عیسائیون نے مسلمانون کے ساتھ کیا
دوسرا جہاد ۱۱۴۶ء مین ہوا دیکہو صفحہ ۹۰۔
تیسرا جہاد ۱۱۹۰ء مین ہوا دیکہو صہ ۹۱۔
چوتھا جہاد ۱۲۰۲ء مین ہوا دیکہو صہ ۹۲ اور
صفحہ ۹۳ مین ہے۔ **قولہ** مورخین نے شمار کیا ہے کہ فلسطین
کے سب جہادون مین ملک شرق مین قریب ۱۰ لاکھ
کے یورپ مین دفن ہوے۔ مؤید الاسلام صہ ۱۶۲
مین ہے **قولہ** کہ ایک کروڑ بیس لاکھ باشندے
زیر صلیب قتل ہوے یقینی ہمین اس بات کا اقرار کرنا چاہئے

کہ ایسی خوفناک لڑائیان عیسائیون کے سوا کسی قوم مین
نہین ہوئین جو چودہ صدیون تک قائم رہین
کیا ان واقعات کا نام صلح ہے بلیو! یا اہل الفواد
جواب رابع کا واضح ہو کہ یہ دعوی یہی معنی پر دعوی
اربعہ ہے اولاً یہ ہے کہ کسی نبی نے واسطے دین
کے لڑائی نہین کی ثانیاً یہ کہ سچا دین ہے۔ ثالثاً
یہ کہ بلا لالچ۔ رابعاً یہ کہ بلا خوف۔ **جواب**
ہر دعوی معترض کا غلط اور مبنی بر فریب اور مظہر اسکا
ہے کہ معترض مطلق مضامین بائبل اور کتب تواریخ و
تفاسیر اناجیل و توریت سے جاہل ہے ہم خدمت مین
اہل انصاف کے عرض کرتے ہین کہ جسطرح تردید دعوہاے
بالا کو بتصریح بیان کیا ہی اوسیطرح ہم دعوہاے ہذا کو
بدلایل ساطعہ و براہین قاطعہ رد کرتے ہین دیکہو
بائبل سے ثابت ہی کہ انبیا علیہم السلام نے بموجب حکم
خدا منکرین و کافرین سے مجادلہ و مقاتلہ کیا ہی اگر زید
عیسائیان وہ لوگ نبی نہین ہین تو قدح ہماری مسلم
اور اگر نبی اور صاحب کتاب ہین تو قدح کامل ہے مگر
ہم یقین کرتے ہین کہ عیسائی اونکی نبوت سے غالبا
انکار کرین گے کیونکہ جب مسیح کو جنکو بزعم خود خدا
و فرزند خدا کہتے ہین اور پھر کہتے ہین کہ وہ ہمارے
بدلے لعنتی ہوا نامہ گلاتیان ۳-۱۳ تو اور نبی بیچارے
کس شمار مین۔ اور ہمنے بارہا عیسائیون کی زبانی
سنا کہ داؤد نبی نہ تہا بادشاہ تہا حالانکہ انجیل مین
مسیح نے داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی کہا
ہے متی ۲۲-۴۵ مضمون انجیل سے ثابت ہی کہ مسیح نے قول داؤد کو

بقیہ رسالہ عدم ضرورت قرآن
مؤلفہ پادری جی ایل ٹھاکر داس سررلیو

نمبر (۴) قولہ مالک کون و مکان۔ الجواب بیان سے پہلے قول کے پوشیدہ نہین ہی کہ جسطرح خالقیت کا وصف واجب الوجود صمد یعنی خدای غیور کے واسطے خاص ہے یعنی مالکیت کا وصف بھی اوسی کے لئے خاص ہے اور جسے مؤلف کو تثلیثی عقیدہ کے سبب وہان تحقیر لازم ہی ایسے ہی خدائے غیور کی یہان تحقیر لازم ہے اسلئے اوسی بیان پر کفایت کرکے اب یہ بات واضح کیجاتی ہی کہ دیکھنا چاہئے حضرت مسیح روح کی حیثیت سے مخلوق ہین یا خالق مالک ہین یا مملوک بعد ملاحظہ تمام احوال کے ثابت ہوا کہ درحقیقت اونکی شان مخلوقیت اور مملوکیت کی ہی۔ اول اسکی دلیل یہ ہی کہ جسمیت کے اعتبار سے حضرت مسیح کا مخلوق اور مملوک ہونا اہل اسلام اور اکثر فرقون نصاریٰ کے نزدیک اتفاق کیا گیا ہی پس یہ مسیحی جسم یا ذات کا خدای غیور کی محل تجویز کیا جائیگا اس صورت مین نوشتہ کے برخلاف ہی کیونکہ اسوجہ سے بیشک ثابت ہوگا کہ خدا منحصر بنجوئے تن مین ہووے اور درحقیقت زمین پر سکونت کرے اور یہ اوس ذات کبریا کے خلاف ہی چنانچہ حضرت سلیمان فرماتے ہین (پر کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے دیکھ آسمان اور آسمانون کے آسمان تیری گنجایش نہین رکھتے پھر کتنی کمتی اس گھر مین ہوگی جو مین نے بنایا۔ اول سلاطین ۸ باب ۲۷ آیت) یہان شاید چھوٹی عقل والے کہین کہ یہ عدم سکونت آدمی کے بنائے ہوئے مین ثابت کی گئی ہے تو اس کے لئے دو جواب ہین اول یہ کہ جب کہا گیا (پر کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے) تو آدمی کے بنائے ہوئے کی کچھ خصوصیت نہین رہی بلکہ ثابت ہوا کہ اسکی نسبت منحصر ہونیکا تصور کرنا ہی غلط ہی اور روح مسیحی کا مسیحی تن مین منحصر ہونا صریح ظاہر ہے۔ دوسرا جواب یہ ہی کہ کسی جگہہ خدا کا اترنا اور کسی مین اوسکی روح کا ہونا صرف مجازی معنی مین ہوتا ہے مثلاً کہین یہ مطلب ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے اپنا جلال ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی باب کی آیت ۱۱ مین ہے (اور کاہنون کو بدلی کے سبب طاقت نہوی کہ کھڑے ہوکر خدمت کرین اسلئے کہ خداوند کا گھر خداوند کے جلال سے بھر گیا تھا۔ اور کہین مہربانی کی نظر فرمانیکے معنے مین چنانچہ (یسعیاہ باب ۶۶ مین ہی ۱ خداوند یون فرماتا ہی کہ آسمان میرا تخت ہی اور زمین میرے پانون رکھنے کی چوکی وہ گھر کہان ہی کہ میرے واسطے بنایا چاہئے اور میری آرامگاہ کہان ہے ۲ کہ یہ سب چیزین تو میرے ہاتھ نے بنائین اور یہ سب موجود ہوئی ہین لیکن مین اوسی شخص پر نگاہ کرونگا اوسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے) پس کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ تن مسیح کو خدا نے نہین بنایا ہان البتہ بنایا ہے تو بیشک ثابت کہ بموجب آیت ۲ باب ۶۶ یسعیاہ کے روح مسیح کو خدا کہنا باطل ہے۔ یا یہ مسیحی جسم خدا کی صفت مثلاً کلام یا علم یا روح یعنے حیات کی یا قدرت وغیرہ کے رہنے کی جگہہ ہی مان لیا جائے اور اوس صفت کو روح مسیحی کہا جائے تو بھی نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دو حال سے یہ خالی نہوگا یا یہ ہوگا کہ ذات اور صفات خدا تعالی

کی مسیحی تن مین بجاے روح مسیحی کے مانی جاوے سو
اسکے باطل ہونیکا بیان پہلے تحریر ہو چکا ہے کیونکہ جب
صرف ذات کرہی لئے تن مسیحی گنجایش نہین رکھتا ہی تو بیچ
صفات کے کب گنجایش ہو سکتی ہے یا یون ہووے کہ صرف
صفت یعنی بدون ذات کے مجسّم ہووے خواہ کل صفت
خواہ جز صفت بہرصورت اس صفت کا جسم مین ہونا خدا
کی ذات سے الگ ہوکر ماننا پڑیگا اسواسطے کہ مجسّم ہونے
مین ہر طرف سے محدود ہونا ضرور ہے اور اوسکے خلاف
کو مجسم کہنا باطل ہے پس باوجود اختیار کر لینے خدای غیور
کی تحقیر کی کہ کسی صفت کاملہ سے خالی یا ادھورا ہووے
انہون نے بات کا کہ خدا کے نزدیک انہون نے ہی قایل ہونا
ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ دو نقیض کا ایک اعتبار سے
جمع ہونا اور اُٹھ جانا جو درحقیقت ناممکن ہے یہی سبب
ہے کہ خدا تعالی کی نسبت اعتقاد نہین کر سکتے ہین کہ وہ
اپنی ذات یا کسی صفت کو نیست کر سکتا ہے یا اپنی کل صفت
یا جز صفت سے خالی ہو سکتا ہے کیونکہ نیست جب کر سکے
اور خالی جب ہو سکے کہ اوسکا وجود عارضی اور نو پیدا
ہووے لیکن وہ ایسا نہین بلکہ قدیم ہے اسلئے وہ قدیم
کے برخلاف عارضی اور نو پیدا کے حالات سے بہی ضرور
پاک ہی - اور جب ثابت ہو چکا کہ کسیقدر بہی اپنی صفت
سے خدا تعالی خالی نہین ہو سکتا اور اوسکو نیست نہین
کر سکتا ہے تو بیشک تسلیم کرنا واجب ہوا کہ خدا تعالے
کی کوئی صفت بدون ذات کے مجسم نہین ہو سکتی ہی
اس جگہ بعض اہل فریب عیسائی کہا کرتے ہین کہ جیسے ہوا
زمین اور در و دیوار پر پڑتی ہے تو بہی وہ آفتاب
کی ساتھہ پیوستہ ہی اسیطرح خدا کی صفت کلام مسیحی
تن مین روح مسیحی ہوکر جلوگر ہے اور خدا تعالی ساتھہ
پیوستہ ہے اور اسطرح خدا تعالی کی صفت مجسّم
ہونیمین دونو باتین ٹہیک ہوتی ہین یعنے روح مسیحی
کا خدا کی صفت ہونا اور صفت خدا تعالی کا مجسم ہوکر
ذات سے خدا تعالی کی ملے رہنا - سو واضح رہے کہ
محض ایک پوچ دہوکہ ہے کیونکہ دہوپ ایک اثر تعدی
ہے جو اس نور سے کہ آفتاب سے خاص تعلق رکہتا ہے
پیدا ہوکر زمین اور در و دیوار وغیرہ کو نورانی کرتا ہی
یہ دہوپ درحقیقت آفتاب کی صفت نہین ہے بلکہ صرف
اوسکا فیض اور نو پیدا ہے اور صفت آفتاب کی وہ
نور ہے جسنے اپنا اثر دہوپ پہنچایا اور ڈالا ہی پس
دہوپ ایک شئی بوسیلہ سورج کی صفت نور کے
مخلوق ہی اور اوسکا سورج سے اتصال درحقیقت
انفصال ہے چونکہ سورج دہوپ کے لئے مبدء فیاض
ہے اوسکی طرف سے دمبدم فیض پہنچتا رہتا ہے
اس لئے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہی کہ جو نور زمین اور در و
دیوار وغیرہ سے تعلق رکہتا ہے اور محدود نظر آتا
ہے وہی خود سورج کی صفت نور ہے - حالانکہ اسطرح
نہین ہی صحیح وہ ہی جو ہمنے بیان کیا اور جب یہ روشن
ہوگیا تو اب ہم روح مسیحی کی بابت کہتے ہین کہ آیا روح
مسیحی خود کامل ہے یا مبدء فیاض کی محتاج ہی اور اسکے
فیض سے صاحب جلال اور محدود طور پر نیک خصال اور
باحال ہے یا نہین لیکن روح مسیحی کا خود کامل ہونا مرتبہ
ثبوت کو نہین پہونچتا ہے وہ خود فرماتے ہین -

(تو کیون مجھی نیک کہتا ہی نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا متی باب ۱۹ ورس ۱۷) اسیطرح مرقس ۱۰ باب آیت ۱۸ مین اور لوقا ۱۸ باب آیت ۱۹ مین ہی اور دیکھئے یوحنا ۱۴ باب آیت ۲۸ (اگر تم مجھے پیار کرتے تو تم میرے اس کہنے سے کہ مین باپ پاس ہون خوش ہوتے کیونکہ میرا باپ مجھسے بڑا ہے) یعنی روحانیت کے اعتبار سے۔ اور دیکھئے یوحنا ۱۷ باب آیت ۵ (اور ای باپ اب تو مجھی اپنے ساتھ اوس جلال سے جو مین دنیا کی پیدائیش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا نزرگی دے) اس مقام پر عیسائی ثبوت مین الوہیت حضرت مسیح اور انکے قدیم ہونے کے بہت زور لگاتے ہین کیونکہ آیت مین ہے اوس جلال سے جو مین دنیا کی پیدائیش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ اور محشی صاحب اسکے ثبوت مین پہلی آیت یوحنا کی اول باب کی جسکی شرح گزر چکی حوالہ مین لاتے ہین۔ حالانکہ اس آیت کا مضمون الوہیت مسیح کا ثبوت نہین ہے اور پہلے آیت سے اول باب یوحنا سے بھی اسکا مطلب جدا ہی یعنے حاصل اس آیت کا یہہ ہے کہ حضرت مسیح جناب الٰہی مین اپنے لئے پہر اوس تقرب کے درجہ عطا فرمانیکی جو عالم ارواح مین خدا کے برگزیدون کو جانب سے خدا تعالے کے بخشا گیا اور بخشا جاتا ہی درخواست کرتے ہین اور دنیا کی چند در چند آلایشون سے جدائی چاہتے ہین کیونکہ ہمارے اس توضیح کی سچائی مین اسی باب کی تیسری آیت مین اسطرح گواہی دیتے ہین (اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہی کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانین) یعنے بھیجا ہوا برگزیدہ اعتقاد کرین۔ اسواسطے کہ جب فرمایا وے تجھکو اکیلا یعنی نرالا۔ سچا یعنے حقیقی نرالا نہ کہ تثلیث وغیرہ سے ٹھہرا ہوا اکیلا خدا یعنے از خود قایم اور دوسری موجودات اور خیالیہ معلومات کا قایم کنندہ اور مالک اصلی یقین کرین تو صاف روشن ہوگیا کہ آیت پنجم کے اول باب مذکور سے غرض وہ ہے جو ہمنے بیان کیا ہے اور تیسری آیت مین حضرت مسیح نے الوہیت کو خدای غیور مین منحصر اور اپنی رسالت کا اسکی طرف سے اعتقاد رکھنے مین ہمیشہ کی زندگی یعنے ابدی نجات ملنے کا مژدہ دیا ہے۔ ایضاً متی ۲۱ باب آیت ۱۸ (اور جب صبح کو شہر مین جانے لگا۔ اوسے بھوک لگی ۱۹ تب انجیر کا ایکدرخت راہ کے کنارہ دیکھکر اوس پاس گیا اور جب پتون کے سوا اوسمین کچھ نپایا تو کہا اب سے تجھ مین کبھو پھل نہ لگے وہین انجیر کا درخت سوکھ گیا) ظاہر ہی کہ باوجود نیازمندی کے اور کوئی حجت پوری نہ کرنے کے اس خالی درخت انجیر کے پاس بامید پھل کے جانا اور ناکامیابی پر دعاے بد کرنا قصور علم کا نشان ہے جو روح سے کمال کی نفی ظاہر کرتا ہے کیونکہ علم خاصہ روح کا ہی بدن کا نہین ہے اور اگر اس سے بھی قوی نشان مطلوب ہی تو اور لیجئے متی ۲۶ باب آیت ۲۴ (اوس نے اونسے کہا تم البتہ میرا پیالہ پیوگے اور بپتسمہ جو مین پاتا ہون پاؤگے لیکن میرے دہنے اور میرے بائین طرف بیٹھنا میرے اختیار مین نہین کہ کسی کو دون مگر اونکو جنکے لئے میرے باپ نے

مقرر کیا۔ اس آیت سے ناظرین خوب جان سکتے ہین
کہ حضرت مسیح بحیثیت روح کے بھی ہرگز صاحب الوہیت
نہین ہین اور نہ قادر مطلق ہین نہ مختار کل اور نہ
خالق زمین و آسمان ہین نہ مالک کون و مکان
کیونکہ یہہ نفی اختیار کی جسمانی وجہ سے ہرگز نہین ہے
روحانی وجہ سے ہے اس لئے کہ اس آیت مین دنیاوی
مراتب نہین کہے گئے۔ مراتب روحانی کا اظہار کیا
گیا ہے۔ اور نیز ہمارے اس بیان کو پڑھنے والے
خوب سمجھ سکتے ہین کہ نسبت حضرت مسیح کے جو کچھ لکھا
گیا ہے اور لکھا جاتا ہے ہرگز ہرگز اسوجہ سے
نہین ہے کہ خدا تعالے کے نزدیک انکے برگزیدہ
ہونے مین شک ہے بلکہ صرف اس بات کا اظہار ہے
کہ حضرت مسیح کی نسبت الوہیت خدا تعالے مین حصہ
لگانا یعنے توحید الہی مین تین اقنوم مانکر ایک اقنوم
حضرت مسیح کو قرار دینا اعتقاد غلط اور کوتاہی عقل
سے نوشتون مین تحریف ہے۔ اور خدای غیور کی
تحقیر ہے۔

دوسری دلیل یہہ ہے کہ انجیل مرقس ۱۲ باب کے اندر
جو سولون اور نبیون کے خدا تعالے کی طرف
سے آدمین تمثیل مذکور ہے حضرت مسیح فرماتے ہین
آیت ۶ (اب اوسکا ایک ہی بیٹا تھا جو اوسکا پیارا
تہا آخر کو اوسنے اوسی بہی اونکے پاس یہہ کہکے
بھیجا کہ وے میرے بیٹے سے دبین گے۔ اور یہی
مضمون ۲۱ باب متی اور ۲ باب لوقا مین کچھ لفظی
تفاوت کے ساتھ ہے۔ اس تمثیل مین اہل اسلام اور

نصارے کے نزدیک اتفاق ہے کہ اس آیت مین حضرت
مسیح نے اپنی نسبت فرستادگی کا حال سنایا ہے۔
اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہان لفظ بیٹے سے روح مسیح
مراد ہے بدن ارادہ نہین کیا گیا ہے پس نظر کرنی
چاہئے کہ بحیثیت برگزیدہ ہونے کے روح مسیح کو
بیٹا کہا گیا ہے یا بوجہ الوہیت کے لیکن اس آیت
مین دلیل ہے اسپر کہ روح مسیح کو خدا کا بیٹا اسی
حیثیت سے کہا گیا ہی کہ وہ خدا تعالے کے نزدیک
برگزیدہ ہی کیونکہ بعد فرمانے اس بات کے کہ
(اب اسکا ایک ہی بیٹا تہا) یہہ کہنا کہ (جو اسکا
پیارا تہا) تفسیر ہے اسکی لفظ بیٹا یہان پر بمعنے مین
برگزیدہ کے ہے جیسے کہ آیت ۳۶ باب ۱۰ ر
یوحنا کا حوالہ پہلے ہم دے چکے ہین کہ حضرت مسیح اپنی
نسبت خدا کا بیٹا کہنے کی وجہ بتلاتے ہین اور یہود
کہ اوس نسبت کو حقیقی معنے مین لیتے تھے اوسکو
اسطرح باطل کرتے ہین (تم اوسے جسے خدا نے مخصوص
کیا اور جہان مین بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ
مین نے کہا مین خدا کا بیٹا ہون) پس باوجود دلیل
پیش کرنے حضرت مسیح کے واسطی اوسوجہ کے کہ اپنے
آپ کو خدا کا بیٹا کیون کہا ہے لفظ بیٹا سے یہہ معنے
لینا کہ روح مسیح دوسری اقنوم خدا کی ہے اور پہلی
اقنوم خدا کی ذات ہے وہ تولید یافتہ ہے حضرت مسیح
کی تفسیر کو جھٹلانا ہے بلکہ کتاب پر نظر کرنے سے
یہان تک واضح ہوتا ہے کہ خدا کو باپ کہنا یا اسسے
پیدا ہونا یا خدا کے پاس غالب آنیوالا کسی کو خدا کی

در مطبع بحر الاسلام باہتمام محمد شریف طبع شد